حکمتِ سیّد مودودیؒ

بارگاہِ رسالتؐ کے عقیدتمندوں سے

محمد یوسف صاحب - ادارہ معارفِ اسلامی منصورہ لاہور

ربیع الاوّل کے مہینے میں دُنیا بھر کے مسلمان خاص طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک یاد تازہ کرتے ہیں - آپؐ پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں - آپؐ کی سیرت پاک کے واقعات بیان کرتے کرتے ہیں اور بے شمار طریقوں سے روحِ اقدس کے حضور اس عقیدت کا خراج پیش کرتے ہیں جس سے ہر مسلمان کا دل لبریز ہے۔ یہ سب کچھ اپنی جگہ قابلِ قدر ہے مگر ایک چیز ایسی ہے جس کی طرف سے بالعموم غفلت برتی جا رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے بھیجنے والے نے صرف خراجِ عقیدت وصول کرنے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ خراج اطاعت اور خراج اتباع وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ خراج اگر ادا کیا جائے تو اس کے ساتھ عقیدت کا خراج جتنا بھی ادا ہو اس بارگاہ میں قابلِ قبول ہے۔ ورنہ اندیشہ اور نہایت قوی اندیشہ ہے کہ اطاعت و اتباع سے عاری اور نافرمانی سے آلودہ عقیدت نہ خدا ہی کی بارگاہ میں قبول ہو گی نہ حضورؐ کے بھیجنے والے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں۔

کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ اس موقع پر جبکہ ہر طرف حضورؐ کا ذکرِ خیر ہو رہا ہے اور ہر مومن کا دل اس طرف متوجہ ہے۔ میں اپنے دینی بھائیوں کو وہ تنبیہات یاد دلاؤں جو اس معاملہ میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اور خود رسالت مآبؐ نے احادیث میں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ (الاحزاب ۔ رکوع ۵)

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملہ کا فیصلہ کر دے تو پھر ان کو خود اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

یہ آیت ہر مسلمان کو فرداً فرداً اور پوری امت کو مجتمعاً اس بات پر متنبہ کرتی ہے کہ ایمان اور خود مختاری ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہو تو پھر آزاد اور خود مختار نہ بنو۔ تمہارے اختیارات کی آخری حد اس جگہ ختم ہو جاتی ہے جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کا کوئی فیصلہ کسی معاملہ میں بھی مل جائے۔ اس کے بعد ہدایت کی راہ یہ ہے کہ تم اس فیصلے کی اطاعت کرو اور ضلالت کی راہ یہ ہے کہ تم اس کی خلاف ورزی کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (النساء ۔ رکوع ۔ ۹)

پس نہیں۔ تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ (اے رسولؐ) تم کو اس معاملہ میں حکم نہ بنائیں جس میں ان کے درمیان اختلاف ہوا ہو۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں!

اس آیت میں اوپر کی حقیقت کو اور زیادہ زور کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے ایمان کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ تمام معاملات میں رسولِ پاکؐ کو حاکم تسلیم کیا جائے۔ اور آپؐ کے فیصلے کو بسر و چشم مان لیا جائے۔ آیت صاف لفظوں میں تنبیہ کر رہی ہے کہ آنحضورؐ کے فیصلے پر دل میں انقباض تک محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔ کجا کہ کھلم کھلا آدمی آپؐ کے فیصلوں کو ٹھکرا دے اور پھر عقیدت و محبت کا دعویٰ بھی کرے!

آخری اور شدید تر تنبیہ یہ ہے کہ۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور ۔ رکوع ۹)۔

پس ڈرنا چاہیئے ان لوگوں کو جو رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نازل ہو جائے!

"فتنے" اور "عذاب" کے الفاظ وسیع مفہوم کے حامل ہیں۔ آپس کے تفرقے اور خانہ جنگیاں، نظامِ جماعت کی پراگندگی، داخلی انتشار، دلوں کا بگاڑ، نیتوں کا فساد، اخلاق کا زوال، سیاسی و مادی طاقت کا سقوط، جابر و ظالم حاکموں کا تسلط، غیروں کی غلامی، یہ سب اور نہ معلوم اور کیا کیا کچھ فتنے اور عذاب کی وہ صورتیں ہیں جو اللہ کے بھیجے ہوئے نبیؐ رحمت کی نافرمانی کے باعث اس دنیا میں رونما ہو سکتی ہیں اور ہو چکی ہیں۔ اور آخرت کی بات پر بس اس سے مہیب تر ہے۔ جس سے آگے دوچار ہونا ہے۔

یہ تو ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ:۔

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہٖ (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس چیز کی تابع نہ ہو جائے۔ جسے میں لے کر آیا ہوں"

ان ارشادات کی روشنی میں ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ اتباع و اطاعت کے بغیر نری محبت و عقیدت جس کا ہم لوگ مظاہرہ کیا کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نگاہ میں کیا قدر و قیمت رکھتی ہے!

میری اس گزارش کا مدعا یہ نہیں ہے کہ جو اتباع و اطاعت نہیں کرتے وہ عقیدت و محبت بھی نہ رکھیں۔ بلکہ اس کے برعکس میرا مدعا یہ ہے کہ جو عقیدت و محبت رکھتے ہیں وہ اتباع و اطاعت بھی کریں۔ فی الواقع یہ عجیب حالت ہے کہ ہم میں سے ایک ایک بڑھ چڑھ کر دنیا کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھائی ہوئی راہ کے واحد صراطِ مستقیم ہونے کا اعلان کرتا ہے اور پھر یہی دنیا ہم کو صریح طور پر اس صراطِ مستقیم سے منحرف دیکھتی ہے۔ سو چنے والے دل ضرور سوچیں گے اور پوچھنے والی زبانیں یہ پوچھیں گی بھی کہ اللہ کے بندو! جب تمہارے نزدیک واقعی یہ صراطِ مستقیم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنے کے لئے تمہیں کس نے مجبور کیا ہے؟ تمہاری زبانیں کہتی ہیں کہ رسولؐ خدا کا طریقہ برحق ہے۔ ان کی زندگی مثالی زندگی ہے۔ ان کا حکم واجب الاطاعت ہے اور ساری دنیا کی فلاح

(باقی بر صفحہ ۲۱)

(بقیہ حکمتِ سید مودودیؒ)

صرف ان کے اتباع میں ہے۔ مگر تمہارا عمل کہتا ہے کہ ان کا بتایا ہوا کوئی طریقہ تمہیں پسند نہیں۔ ان کے کسی حکم کی اطاعت پر تم راضی نہیں اور فلاح تمہیں ہر راستہ میں نظر آتی ہے مگر نہیں نظر آتی تو اسی ایک رسول کے راستہ میں جس کے اتباع کی دوسروں کو دعوت دیتے ہو۔ اس روش کو اگر ایک غیر مسلم مضحکہ انگیز قرار دے تو آخر ہم کیا جواب دے کر اسے مطمئن کر سکتے ہیں ؟ اور جو چیز معمولی انسانوں کو کھٹکتی ہو، کیا ہم توقع رکھتے ہیں کہ اللہ کی نگاہِ حقیقت بین اسے پسند کرے گی؟